تعارف وتبصرہ

ہجرتِ مصطفیٰ

مصنف : محمد علاؤ الدین ندوی

ناشر: مجلس علم وعرفان لکھنؤ ۔ ملنے کا پتا : ندوی بکڈپو۔ ندوۃ العلماء۔ لکھنؤ
سنہ اشاعت: ۱۹۹۷ ، صفحات : ۴۴۸ ، قیمت : ۹۲ روپے

سیرت نبوی پر مختلف زبانوں میں اور متعدد پہلوؤں سے ہزاروں کتابیں لکھی گئی ہیں اور ایک عظیم اور وسیع کتب خانہ وجود میں آگیا ہے۔ البتہ واقعات سیرت میں سے کسی خاص واقعہ کو پیشِ نظر رکھ کر مستقل کتابیں کم لکھی گئی ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب میں ہجرت مدینہ کو بنیاد بنا کر اس کی عظمت اور مضمرات سے مفصل بحث کی گئی ہے۔

یہ کتاب دو ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول میں پہلے ہجرت کے مفہوم اور اسلامی تاریخ میں اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے پھر ہجرت حبشہ، ہجرت ابوبکر صدیقؓ، ہجرت طائف، اسراء ومعراج، بیعت عقبہ اور ہجرت مدینہ کے واقعات تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ باب دوم میں واقعۂ ہجرت میں پوشیدہ اسباق، اسرار وحکم، ثمرات ونتائج اور پیغام سے بحث ہے۔ کتاب پر اپنے پیش لفظ میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی نے لکھا ہے:
"پیش نظر کتاب میں ان محرکات، واقعات، مراحل ومنازل اور نتائج، برکات پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے جو ہجرت کبریٰ کے الہامی سفر میں پیش آئے اور اس کی انقلاب آفرینی، عہد سازی بلکہ مردم گری اور مسیحا کرداری پر روشنی ڈالی گئی ہے اور تاریخ کے بہت سے ایسے حقائق بلکہ انکشافات سامنے آگئے ہیں جو تاریخی واقعات کے انبار کے نیچے دبے ہوئے تھے .....ان گوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے جو دعوت اسلامی، کردار سازی، دنیا کی تعمیر نو اور صالح انقلاب کے مقصد کے لیے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔" (ص: ج د)

موضوع اس قدر مہتم بالشان ہو، مصنف شہرہ آفاق درس گاہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فارغ التحصیل اور وہاں استاد ہوں اور پیش لفظ عالمی شہرت کی حامل شخصیت نے لکھا ہو جس میں "مصنف کی محنت ومطالعہ، دقیقہ رسی اور حقیقت بینی کی داد" دی ہو تو بجا طور پر توقع کی جانی چاہیے کہ کتاب زبان، اسلوب وطرز ادا اور بحث وتحقیق کے اعلیٰ معیار پر ہوگی لیکن

کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد اس توقع پر پانی پھر جاتا ہے اور بڑی مایوسی ہوتی ہے۔ فاضل مصنف کی تصویر ایک ایسے پرجوش و پرشور خطیب کی ابھر کر سامنے آتی ہے جس کے پاس بھاری بھرکم اور گرج دار الفاظ کا بڑا ذخیرہ ہے لیکن اسے ان کے استعمال کا سلیقہ نہیں ہے۔ جوش خطابت میں وہ جملوں کی ترتیب و تنسیق پر دھیان نہیں دے پاتا اور تذکیر و تانیث، واحد جمع اور دیگر قواعد زبان کی بھی اس کے نزدیک چنداں اہمیت نہیں۔ اس خامی نے کتاب کی مقصدیت کو بری طرح مجروح کیا ہے۔

کسی علمی و تحقیقی کتاب میں حوالوں کا جس قدر اہتمام ہونا چاہیے وہ نظر نہیں آتا۔ بکثرت واقعات اور روایات بلا حوالہ مذکور ہیں۔ احادیث کے حوالے نامکمل ہیں اور ثانوی مراجع کے واسطے سے دیے گئے ہیں۔ مصنف واقعات کا تسلسل روک کر اچانک تاثرات بیان کرنے لگتے ہیں۔ کتاب کی اتنی ضخامت کے باوجود سفر ہجرت کے بارے میں بعض بنیادی معلومات نہیں آسکی ہیں۔ مثلاً ہجرت حبشہ کے ضمن میں قاری کو یہ نہیں معلوم ہو پاتا کہ حبشہ مکے سے کتنے فاصلے پر اور کس سمت میں ہے؟ اسی طرح ہجرت مدینہ کے ضمن میں یہ ذکر نہیں ہے کہ غار ثور مکہ سے کس سمت میں اور کتنے فاصلے پر واقع ہے؟ ایک جگہ مکہ سے طائف کا فاصلہ ۷۰ - ۷۵ کلومیٹر اور اسی صفحہ پر حاشیہ میں ۷۵ میل درج ہے (ص: ۱۲۹) حضرت ابراہیمؑ کے تذکرے میں "اُر" کو ان کا مقام ہجرت لکھا گیا ہے (ص: ۷۷) حالانکہ وہ ان کا وطن تھا جہاں سے انھوں نے ہجرت کی تھی۔

فاضل مصنف نے بہت سی روایات اور باتیں بلا کسی تحقیق کے نقل کر دی ہیں۔ مثلاً وہ روایات جن میں ہے کہ غار ثور میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے داخل ہونے کے بعد حکم الٰہی سے غار کے باہر ببول کا درخت اگ آیا تھا جس نے آپ کو چھپا لیا تھا (ص: ۲۹۵) یا ام معبد کے خیمے میں ایک لاغر اور بے دودھ کی بکری سے آپ نے معجزاتی طور پر دودھ دوہ لیا تھا (ص: ۲۷۲ - ۲۷۳) وغیرہ۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ نے ایسی روایتوں پر تنقید کی ہے اور ان کے ضعف و نکارت کی بنا پر انھیں قبول کرنے میں پس و پیش کیا ہے (سیرت النبی جلد سوم طبع ۱۹۸۰ء ص: ۲۶۹ - ۲۷۰) مصنف نے ایک جگہ لکھا ہے کہ "حضرت عثمان غنیؓ جیسے چند ایک بزرگوں کو چھوڑ کر دار ارقم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد سمٹ آنے والے اہل ایمان کی عمریں چالیس کے اندر تھیں (ص: ۲۷۰) اس طرح انھوں نے حضرت عثمانؓ کو بلا تحقیق بزرگ بنا دیا ہے حالانکہ اس وقت ان کی عمر بھی چالیس سے کم تھی (ان کی ولادت عام الفیل کے چھٹے سال ہوئی

تھی) سفر ہجرت کے موقع پر تعاقب کرنے والے سراقہ بن مالک بن جعشم غزوۂ حنین و طائف کے بعد ایمان لائے تھے اور اس وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کسریٰ کے کنگن پہنائے جانے کی پیشین گوئی کی تھی۔ لیکن مصنف نے یہ تفصیلات اس طرح بیان کی ہیں گویا ان کا قبول اسلام اور آنحضور کی پیشین گوئی سفر ہجرت ہی کے موقع پر ہوئی تھی (ص: ۷۱)

زبان و بیان کی خامیوں کو نظر انداز کر کے اس کتاب سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

(محمد رضی الاسلام ندوی)

امام حسن بصریؒ اور ان کی تفسیری خدمات

مصنف: احمد اسماعیل البسیط   مترجم: مولانا عبدالقیوم

ناشر: اسلامک بک فاؤنڈیشن ۱۷۸۱۔ حوض سوئی والان، نئی دہلی۔۲

سنہ اشاعت ۱۹۹۷ء   صفحات ۴۳۱   قیمت ۹۵/- روپے

ادھر کچھ عرصے سے مختلف دینی علوم مثلاً تفسیر، سیرت، فقہ وغیرہ میں صحابہ کرام اور تابعین عظام کی خدمات کے تحقیقی مطالعہ کا رجحان پیدا ہوا ہے اور ایک ایک شخصیت پر مفصل کام ہو رہا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس کے مصنف احمد اسماعیل البسیط اردن کے رہنے والے ہیں اور تنظیم اسلامی کانفرنس O.I.C. میں کام کر رہے ہیں۔

مختصر مقدمہ اور خاتمہ کے علاوہ یہ کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول میں چار فصلوں کے تحت امام حسن بصری کے عہد، ان کے حالاتِ زندگی اور شیوخ و تلامذہ کا تذکرہ ہے۔ نیز ان کے علم و فضل کے بارے میں قدیم اور جدید اہلِ علم کے اقوال نقل کیے گئے ہیں۔ باب دوم جو تین فصلوں پر مشتمل ہے اس میں حسن بصری کے عہد تک علم تفسیر کے ارتقاء پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کے تفسیری مکتب فکر (اہلِ الحدیث یا اہل الرائے ؟) کا تعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور ان کی تفسیری خصوصیات، اسانید اور ان کی صحت و ضعف کی تحقیق کی گئی ہے۔ باب سوم حسن بصری کے تفسیری منہج پر ہے۔ اس میں چھ فصلوں کے تحت تفسیر بالاثر، تفسیر بالرای، تخریج مسائل، ناسخ و منسوخ اور اسباب نزول وغیرہ کے سلسلے میں حسن بصری کا نقطۂ نظر اور منہج واضح کیا گیا ہے۔

فاضل مصنف لائق صد مبارک باد ہیں کہ انھوں نے اعلیٰ تحقیقی معیار پر یہ کتاب مرتب فرمائی ہے۔ امام حسن بصری کے تفسیری اقوال کتب تفسیر و حدیث میں بکھرے ہوئے ملتے

ہیں۔ اس کتاب میں نہ صرف انھیں جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے بلکہ ان کی روشنی میں حسن بصری کے تفسیری منہج سے بھی تحقیقی انداز میں بحث کی گئی ہے۔ اس قابل قدر کاوش پر مصنف علمی حلقوں کی جانب سے ازحد شکریے کے مستحق ہیں۔

ترجمہ میں کہیں کہیں نظر ثانی کی ضرورت کا احساس ہوتا ہے۔ مثلاً ص ۱۶۱ پر ہے: "واصل بن عطا حسن بصری کی مجلس سے کنارہ کش ہوگیا اور حسن نے فرمایا" واصل ہم سے الگ ہوگیا" اور اس طرح اس کے فرقے کا نام معتزلہ پڑگیا"۔ جب تک معتزلہ کے معنی (یعنی الگ ہوجانے والی جماعت) کی وضاحت نہ کی جائے اس وقت تک اردو خواں قاری حسن بصری کے قول اور معتزلہ کی وجہ تسمیہ میں ربط نہیں سمجھ سکتا۔

ایک جگہ مصنف نے مولانا ابوالحسن علی ندوی کی کتاب رجال الفکر والدعوۃ فی الاسلام سے ایک اقتباس نقل کیا ہے (ص ۱۳۷) اس کا اردو میں ترجمہ کرنے کے بجائے کتاب کے اردو ایڈیشن "تاریخ دعوت و عزیمت" سے اقتباس لینا اور اس کا حوالہ دینا مناسب تھا۔

کتاب میں جن مراجع و مآخذ کا حوالہ آیا ہے، آخر میں ان کی مکمل فہرست مع مطبع/ناشر سنہ اشاعت وغیرہ کی تفصیلات کے ہونی چاہیے۔ (محمد رضی الاسلام ندوی)

اعلان ملکیت سہ ماہی تحقیقات اسلامی۔ فارم ۴ رول ۹

۱۔ مقام اشاعت: پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ۔
۲۔ نوعیت اشاعت: سہ ماہی
۳۔ پرنٹر پبلشر: سید جلال الدین عمری
۴۔ قومیت: ہندوستانی
پتہ: پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ، یوپی۔
۵۔ ایڈیٹر: سید جلال الدین عمری
پتہ: پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ، یوپی
۶۔ ملکیت: ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی
پان والی کوٹھی، دودھ پور۔ علی گڑھ، یوپی

بنیادی ارکان کے اسمائے گرامی

(۱) مولانا محمد فاروق خاں (صدر) بازار چتلی قبر دہلی ۶
(۲) ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی۔ فریدی ہاؤس، سرسید نگر علی گڑھ
(۳) جناب امین الحسن رضوی (رکن) ۲۴/۴۹، کاشانہ رضوی۔ ذاکر نگر نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵
(۴) ڈاکٹر محمد رفعت۔ شعبۂ فزکس۔ جامعہ ملیہ۔ نئی دہلی
(۵) مولانا کوثر یزدانی ۲۳۵۲۔ بازار چتلی قبر۔ دہلی
(۶) ٹی۔ کے عبداللہ صاحب۔ مالاتھن کنڈی ہاؤس یری، کالی کٹ۔
(۷) ڈاکٹر حمید اللہ۔ مزمل منزل کمپلکس۔ علی گڑھ
(۸) ڈاکٹر احمد سجاد۔ فاروق منزل۔ بریاتو ہاؤسنگ کالونی۔ رانچی۔
(۹) ڈاکٹر عبدالحق انصاری۔ الریحان۔ منزل منزل۔ علی گڑھ
(۱۰) سید جلال الدین عمری (سکریٹری)
پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ

مندرجہ معلومات میری علم و یقین کی حد تک بالکل درست ہیں۔
پبلشر: سید جلال الدین عمری